بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون ۴۴۹

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم ہفتہ

قیمت ۲۵ پیسے

جلد ۶۷/۳۲ ۔ ۱۶ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ ۔ ۱۸ نبوت ۱۳۵۷ ہش ۔ ۱۸ نومبر ۱۹۷۸ء ۔ نمبر ۲۶۲

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

دُنیا میں سب برکت خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے

حقیقی نفع رساں صرف خدا تعالیٰ کی ہی ذات ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادِ باری تعالیٰ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (النور: ۳۶)

ترجمہ:۔ اللہ (تعالیٰ) ہی آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی (یعنی سب برکت دُنیا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق سے ہی پیدا ہوتی ہے)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یَقُوۡلُ اللّٰہُ اَنَا الۡجَبَّارُ، اَنَا الۡمُتَکَبِّرُ، اَنَا الۡمَلِکُ، اَنَا الۡمُتَعَالُ یُمَجِّدُ نَفۡسَہٗ (مسند احمد)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں بڑی طاقتوں والا اور نقصان کی تلافی کرنے والا ہوں میرے لئے ہی بڑائی ہے مَیں بادشاہ ہوں مَیں بلند شان والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اِس طرح اپنی ذات کی مجد اور بزرگی بیان کرتا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"دُنیا میں لوگ حکّام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا نفع اُٹھانے کی ایک خیالی اُمّید پر اُن کو خوش کرنے کے واسطے کِس کِس قسم کی خوشامد کرتے ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمت گاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہنچنے کی اُمّید ہو سکتی ہے۔ اِس خیالی امید پر انسان اُس کے خدمت گاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ مَیں تو ایسی خوشامدوں کے تصوّر سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اِس قدر خوشامد کرتا ہے مگر اُس مُعطی حقیقی کی جس نے بدوں کِسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہاء فضل کئے ہیں ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اُس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۸۹)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۸ نومبر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہر لحظہ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ربوہ ۱۷ نومبر۔ آج جامع مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں توکّل علی اللہ کی حقیقت اور اس کی اہمیت واضح فرمائی۔ حضور نے فرمایا ہمارا خدا واحد و یگانہ ہے اور اِس عالمین کی حقیقت وحدانیت پر ہی مبنی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اِس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ زندہ ذاتی تعلق قائم کرے اور یہ تعلق قائم کرنے کی جو راہیں قرآن کریم نے بتائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا جائے۔ حضور نے فرمایا توکّل کے معنے یہ ہیں کہ صرف خدا پر ہی بھروسہ کیا جائے اسے ہی کافی سمجھا جائے اور اس کے سوا اَور کسی پر نگاہ نہ پڑے اور ہر غیر کو بھول کر صرف اسی پر بھروسہ رکھا جائے۔ مگر توکّل کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہم کام کرنا چھوڑ دیں اور تدبیر سے بے نیاز ہو جائیں ایسا کرنا تو ایک رنگ کا شرک اور ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ رحمانیت کے نتیجہ میں ہمیں بہت سی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی قوتیں عطا فرمائی ہیں مگر ان قوتوں کو استعمال کرنے کے لئے ہمیں مادی چیزوں کی احتیاج ہے مثلاً ہمیں بینائی عطا کی گئی اور آنکھ کو ہمارے جسم کا حصّہ بنایا لیکن اسے استعمال کرنے کے لئے اُس نے بیرونی طور پر روشنی بھی عطا فرمائی جس کے بغیر ہماری آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ اِس کائنات کی ہر چیز کا ہماری کسی نہ کسی استعداد کے ساتھ تعلق ہے اور ان استعدادوں کو استعمال کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے لیکن توکّل ہمیں یہ کہتا ہے کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی یہ سمجھو کہ ہم نے کچھ نہیں کیا کیونکہ ہماری تدابیر کے نیک نتائج اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں نکل سکتے اور اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام تدابیر اختیار کرنے کے بعد پھر دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے طلبگار بنیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تدبیر دعا ہے اور دعا تدبیر ہے جو شخص خدا کے سوا کسی اَور پر بھروسہ کرتا ہے وہ مُشرک ہے توحید خالص کا یہ تقاضا ہے کہ تدبیر کو بھی اور پھر

(باقی صفحہ ۴ پر)

پبلشر:۔ مسعود احمد ٭ پرنٹر:۔ سید عبدالحی ٭ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۶ر ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ
۱۸ر نبوت ۱۳۵۷ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلبۂ حق اور اس کا آسمانی طریق

قبل ازیں بھی ہم قرآن مجید کی رُو سے اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ مامورینِ الٰہی پر ابتدا میں تھوڑے لوگ ہی ایمان لاتے ہیں۔ اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو سرے سے ایمان لاتے ہی نہیں اور اسی حال میں دنیا سے کُوچ کر جاتے ہیں۔ وہ نشان پر نشان دیکھتے ہیں لیکن ان پر ان نشانوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کے لئے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایمان لانا مقدر ہی نہیں ہوتا۔

اکثریت کا ایمان نہ لانا ایمان لانے والے سعید الفطرت انسانوں پر بہت شاق گزرتا ہے اور وہ حیران ہوتے رہتے ہیں کہ اتنے محکم دلائل اور نشانوں کے پیہم ظہور کے باوجود یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے! چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے لئے بھی یہ امر از حد حیران کن تھا کہ قریشِ مکہؔ کو آخر ہو کیا گیا ہے کہ نہ وہ عقل سے کام لیتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے نشانوں کو ہی خاطر میں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ صحابہ کرامؓ پر اس امر کو واضح فرمایا کہ وہ لاکھ چاہیں کہ سارے ہی لوگ ایمان لے آئیں لیکن فوری طور پر ایسا نہیں ہوگا کیونکہ جن کے لئے ایمان نہ لانا مقدر ہو چکا ہے ان کا قبولِ حق کی سعادت سے محروم رہنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے کہ جن کے لئے ایمان لانا مقدر ہی نہیں ہے بڑے سے بڑا معجزہ بھی انہیں ایمان لانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ فرمایا:۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ (الرعد آیت ۳۲)

ترجمہ:۔ اور اگر کوئی ایسا قرآن ہو جس کے ذریعہ سے (نشان کے طور پر) پہاڑوں کو (ان کی جگہ سے ہٹا کر) چلایا گیا ہو یا اس کے ذریعہ سے زمین کو ٹکڑے (ٹکڑے) کیا گیا ہو یا اس کے ذریعہ مُردوں سے باتیں کی گئی ہوں (تو کیا یہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے؟ ہرگز نہیں) بلکہ (ایمان لانے کا) فیصلہ پورے طور پر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا جو لوگ ایمان لائے ہیں انہوں نے ابھی تک (انکار کرنے والوں کی مایوس کن حالت سے) یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ اگر اللہ (جبراً منوانا) چاہتا تو تمام لوگوں کو راہِ راست پر لے آتا۔

اُس وقت اکثریت کا ہدایت سے بہرطور دُور رہنا اور کسی صورت بھی قبولِ حق کی طرف مائل نہ ہونا حق و صداقت پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ حق و صداقت کی حیثیت تو زرِ خالص کی ہوتی ہے اُس پر لاکھ گرد و غبار ڈالا جائے اور اس کی چمک دمک کو ماند کرنے کی ہزار کوشش کی جائے اُس کی ذاتی خوبی اور افادیت و قدر و قیمت میں کوئی فرق نہیں آتا جو ہر شناس جو یقیناً تعداد میں تھوڑے ہوتے ہیں اُس پر دل و جان سے فدا اور اُس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ و تیار رہتے ہیں۔ یہ امر کہ اکثریت اس سے بیزار اور قدر شناسوں کے درپئے آزار ہے ان کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی تو لغزش نہیں آنے دیتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اکثریت تو دلوں کی نابینائی کی وجہ سے ابتدا میں حق و صداقت کو قبول کرنے سے محروم رہا ہی کرتی ہے۔ بقول مدیر صاحب ہفت روزہ "الاعتصام":۔

"اکثریت ہمیشہ اہلِ زیغ اور ضلالت ہی کی رہی ہے اور اہلِ حق تعداد میں ہمیشہ تھوڑے ہی چلے آئے ہیں۔ قرآن بھی کہتا ہے وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ"۔

(ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور بابت ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۸ء)

حق یہ ہے کہ کثرتِ تعداد حق و صداقت کا معیار نہیں ہوتی اسی لئے مدیر صاحب "الاعتصام" مزید رقمطراز ہیں:۔

"ظاہر بات ہے کہ حق و صداقت کا معیار اگر کثرت ہی ہے تو اخلاقی اور معاشرتی جرائم کرنے والوں کو کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ قرآن کہتا ہے وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (ایضاً)

لیکن یہ بھی نہیں ہوتا کہ حق کبھی اور کسی حال میں بھی غالب نہ آئے جبر و اکراہ سے کام لئے بغیر دلوں کو فتح کرنے سے وہ رفتہ رفتہ غالب آتا ہے۔ گو ابتدا میں دلوں پر فتح پانے کی رفتار کم ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت اور زمانہ گزرنے کے بعد وہ غالب آتا ہے اور اس شان سے غالب آتا ہے کہ اس کو قبول کرنے والے جو پہلے اقلیت میں ہوتے ہیں اکثریت میں بدل جاتے ہیں اور اُس پر ایمان نہ لانے والوں کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ چنانچہ اُس وقت جبکہ اسلام کو قبول کرنے والے اقلیت میں تھے اور اسے رد کرنے اور اس کی مخالفت کرنے والے اکثریت میں ہونے کے باعث فخر و مباہات میں مبتلا تھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے رفتہ رفتہ پھیلنے اور کفارِ مکہؔ کے رفتہ رفتہ کم ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (الانبیاء آیت ۴۴)

ترجمہ:۔ تو کیا یہ اب دیکھتے نہیں کہ (ان کی) زمین کو ہم اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں (یعنی ان کی تعداد رفتہ رفتہ گھٹتی جا رہی ہے) تو کیا اب بھی یہی (کفارِ مکہؔ) غالب آئیں گے (یا اسلام کو قبول کرنے والے)

بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی انتہائی مظلوم اقلیت دینِ حق کے غلبہ کی وجہ سے زبردست اکثریت میں تبدیل ہوئی اور اس لئے تبدیل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر پہلے سے خبر دے دی تھی کہ:۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (البقرہ ۲۵۰)

ترجمہ:۔ بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ چکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

مزید برآں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ (سورۃ النصر آیات ۲،۳) کی بشارت بھی پہلے سے موجود تھی جو بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ الغرض مامور من اللہ کی بعثت کے معًا بعد کے زمانہ میں اہلِ حق اقلیت میں ہی ہوتے ہیں بنا بریں کثرتِ تعداد حق و صداقت کا معیار نہیں ہوتی۔ حق ہر صورت میں حق ہی ہوتا ہے خواہ ابتدا میں اسے قبول کرنے والے کتنی ہی قلیل تعداد میں کیوں نہ ہوں اور اسے ردّ کرنے والوں کی تعداد کتنی ہی زیادہ اور کثیر کیوں نہ ہو۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ حق بالآخر غالب آ کر رہتا ہے اور اس کے غلبہ سے متعلق خدائی وعدے پُورے ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اُس کے غلبہ کے سامان خدا تعالیٰ خود کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اُس کی راہ میں روک بن سکے کیونکہ وہ قادرِ مطلق اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے ؛

نعت

مَیں کہاں اور کہاں شانِ رسولِ عربیؐ
یہ بھی ہے از ہمہ احسانِ رسولِ عربیؐ

سُرمۂ چشمِ ملائک ہے درِ خاکِ حبیبؐ
لوحِ محفوظ ہے دامانِ رسولِ عربیؐ

سدرۂ سبز سے آگے نہ مکاں ہے نہ مکیں
بالِ جبریل ہے دربانِ رسولِ عربیؐ

خم ہے اس در پہ بصد عجز جبینِ کونین
مہر و ماہ کیا ہیں؟ غلامانِ رسولِ عربیؐ

برکتیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں شہنشاہ ان سے
اللہ! اللہ! فقیرانِ رسولِ عربیؐ

اپنا پیغامِ محبت ہے جہاں تک پہنچے
دل میں قرآن ہے اور جانِ رسولِ عربیؐ

یُوں تو ساحر بھی گنہ گار ہے لیکن رضوان
ہے تو اِک یہ بھی ثنا خوانِ رسولِ عربیؐ

حبیب الرحمٰن ساحر ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی نظامِ زکوٰۃ

مکرم انعام الحق صاحب کوثر، مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات کا خالق و مالک اور رزاق ہے اس نے انسان کی پیدائش سے بھی قبل اس کی تمام ضروریات کا سامان کر دیا اور پھر پیدائش آدم کے بعد اس کی تمام خواہشات و حاجات کا خیال رکھا کون سی ایسی ضرورت ہے جو اس مالک حقیقی نے انسان اور دوسرے تمام حیوانات کی پوری نہیں کی۔ جسم کے باریک باریک ذروں سے لے کر زمین، سورج اور دوسری تمام کائنات اس کے آرام اور فائدہ کے لئے تخلیق کی۔ یہ انسان کی کسی خوبی، صفت عمل یا احسان کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض صفتِ رحمانیت کے ظہور کے لئے۔

تمام انعامات کے عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اے انسان! میرے دیئے ہوئے میں سے تو میری راہ میں خرچ کر۔ (میرے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ محض اور محض اپنے ہی فائدہ کے لئے) یہ کوئی ایسا بارگراں نہ تھا کہ جسے انسان کے کندھے برداشت نہ کر سکتے۔ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کی جھولی میں تمام اشیاء ڈال دیتی اور پھر اپنے بچے سے کہتی ہے کہ تو مجھے تھوڑا سا دے دے۔ جب وہ بچہ ماں کو دیتا ہے تو ماں کس قدر خوش ہوتی ہے حالانکہ وہ اس کا اپنا ہی دیا ہوا ہوتا ہے۔

اور پھر یہ بھی نہیں کرتی کہ اس سے تمام ہی چھین لیتی ہو بلکہ تھوڑا سا لے کر خوشی سے بہت سا اس کی جھولی میں ڈال دیتی ہے تاکہ بچہ کو یہ بتا دے کہ تو نے میرے دیئے ہوئے میں سے تھوڑا سا مجھے دیا۔ اس کے انعام کے طور پر میں تجھے دے رہی ہوں۔ بعینہٖ خدا تعالیٰ بھی انسان کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرتا ہے کہ پہلے خود ہی جھولی میں ڈال دیتا ہے اور پھر اپنے بندے سے کہتا ہے کہ میری راہ میں دے۔ جب بندے اس کے کہنے پر خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے تو خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کی جھولی کو بھر دیتا ہے۔ مرزا غالب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ؎

"جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

گویا مالک سے حاصل کردہ چیز تمام کی تمام بھی واپس لوٹا دینے سے اس کا حق ادا نہیں ہو جاتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی دیئے ہوئے مال میں سے زکوٰۃ کی شکل میں اپنے ہی بندوں سے ان کے اپنے ہی فائدہ کے لئے نہایت معمولی سا حصہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ اس کے بدلہ میں ان کو کہیں بڑھ چڑھ کر اپنے انعامات و افضال سے نوازے۔

فرضیتِ زکوٰۃ کی تاریخی حیثیت:

بعض مورخین کا خیال ہے کہ زکوٰۃ سنہ ۹ھ میں فرض ہوئی لیکن یہ درست نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ زکوٰۃ اسلام کے ابتدائی دور میں ہی فرض ہو گئی تھی مگر زکوٰۃ کے لئے کوئی باقاعدہ یا منظم نظام قائم نہ ہوا تھا۔ بلکہ رفتہ رفتہ اسے ایک نظام کی صورت دی گئی۔

یاد رہے کہ شروع میں زکوٰۃ کا لفظ "صدقہ" یا "خیرات" کے مفہوم میں تھا آہستہ آہستہ اسے اس مفہوم سے نکال کر ایک باقاعدہ نظام کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا اور یہ باقاعدہ نظام سنہ ۹ھ میں ہی دنیا کے سامنے آیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ طور پر زکوٰۃ کے محصلین مقرر فرمائے اور دور دور کے علاقوں میں مختلف اشخاص کو زکوٰۃ کی وصولی کیلئے بھیجا۔ چنانچہ عدی بن حاتم رضی کو بنی طے اور بنی سعد سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا

عبیدہ بن الجراح رضی کو شہر نجران کیلئے
زبرقان بن بدر رضی کو بنو سعد کیلئے
عمرو بن العاص رضی کو بنو فزارہ کیلئے
حضرت عمر رضی کو مدینہ کے لئے
عبداللہ بن رواحہ رضی کو خیبر کے لئے
عیینہ بن حصن رضی کو بنو تمیم کیلئے

(سیرت النبی از شبلی نعمانی جلد دوم)

لیکن ان محصلین کا تقرر وقتی تھا۔

بعض مورخین کو زکوٰۃ کی فرضیت سے متعلق ایسے حوالے بھی ملے جن سے انھوں نے سمجھا کہ سنہ ۹ھ میں زکوٰۃ فرض ہوئی لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ اس سے قبل بھی زکوٰۃ کا لفظ موجود ہے تو اس پر وہ سخت پریشان ہوتے۔

دراصل اس (سنہ ۹ھ) سے قبل زکوٰۃ کا لفظ صدقے کے مفہوم میں تھا اور اس کی کوئی باقاعدہ شکل نہ تھی لیکن سنہ ۸ھ کے آخر میں قرآنی وحی کے ذریعہ زکوٰۃ کو باقاعدہ ایک نظام کی شکل دی گئی اور پھر سنہ ۹ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ طور پر اس کے محصلین مقرر فرمائے۔ اس لئے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ زکوٰۃ کی فرضیت (ایک باقاعدہ شکل میں) سنہ ۸ھ کے آخر میں ہوئی لیکن اس پر عمل یا اس کی وصولی سنہ ۹ھ سے شروع ہوئی۔ چنانچہ مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس طرح عام نماز کا
آغاز اسلام کے ساتھ
ساتھ ہوا اور مدینہ آکر
رفتہ رفتہ تکمیل کو پہنچی۔ اسی
طرح زکوٰۃ و ... یعنی
مطلق مال کی خیرات کی
ترغیب بھی ابتدائے اسلام
ہی سے شروع ہوئی لیکن
اس کا پورا نظام آہستہ
آہستہ فتح مکہ کے بعد
قائم ہوا۔"

(سیرۃ النبی جلد پنجم)

باقی اس بات کا ثبوت کہ سنہ ۹ھ سے قبل بھی زکوٰۃ کا حکم موجود تھا اس کی متعدد احادیث اور روایات سے تائید مل جاتی ہے۔ چنانچہ بخاری کتاب الزکوٰۃ میں وفد عبد القیس کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلامی تعلیمات دریافت کیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں زکوٰۃ کا بھی حکم سنایا۔ حالانکہ یہ وفد سنہ ۵ھ میں مدینہ آیا تھا۔ مکمل حدیث یوں ہے:۔

حدثنا حجاج
حدثنا حماد بن زید
حدثنا ابو جمرة قال
سمعت ابن عباس
یقول قدم وفد عبد القیس
علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا یا رسول
اللہ ان ھذا الحی من
ربیعة قد حالت بیننا و
بینك کفار مضر ولسنا
نخلص الیك الا فی
الشھر الحرام فمرنا
بشیء نأخذہ عنك
وندعو الیه من وراءنا
قال آمرکم باربع و
انھاکم عن اربع
الایمان باللہ وشھادۃ
ان لا الہ الا اللہ و
عقد بیدہ ھکذا و
اقام الصلوٰۃ وایتاء
الزکوٰۃ وان تؤدوا
خمس ما غنمتم....
......"

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ)

الغرض یہ بات بالکل واضح ہے کہ زکوٰۃ کا حکم سنہ ۹ھ میں نہیں بلکہ اس سے قبل بھی تھا۔ البتہ سنہ ۹ھ میں باقاعدہ طور پر محصلین زکوٰۃ مقرر ہوئے اور باقاعدہ طور پر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی گئی۔ نیز اس سے یہ بھی کہ بیت المال کے مکمل نظام کا حکم سورۃ "براءۃ" میں ہوا جو سنہ ۸ھ کے آخر میں نازل ہوئی۔

زکوٰۃ کی حقیقت:

زکوٰۃ کے لغوی معنی "نمو" یعنی بڑھنے کے ہوتے ہیں، گویا اس سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور وہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے لئے تطہیر کے معنی بھی ہیں، اس لحاظ سے اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ اس سے انسان کے نفس کی تطہیر ہوتی ہے۔ چنانچہ مفردات امام راغب میں اس کے معنی یہ لکھے ہیں:۔

"اصل الزکوٰۃ النمو
الحاصل عن برکة
اللہ تعالیٰ۔ یعتبر بذلك
بالامور الدنیویة
والاخرویة یقال زکا
الزرع اذا حصل منه
نمو و برکة.......
الزکوٰۃ یخرج الانسان
من حق اللہ تعالیٰ الی
الفقراء و تسمیة
بذلك لما یکون فیھا
من رجاء البرکة
او تزکیة النفس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ای تنمیتھا بالخیرات
والبرکات"۔

زکوٰۃ کے اصل معنی "نمو" کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے اور یہ دینی اور اخروی دونوں قسم کے امور کے لئے سمجھی جاتی ہے۔ جب فصل بڑھتی ہے اور اس میں برکت پیدا ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے "زکاء الزرع"۔ اور زکوٰۃ اس شے کا نام ہے جو انسان خدا تعالیٰ کے حق میں سے فقراء و مساکین کے لئے نکالتا ہے۔

اور اس کا نام زکوٰۃ رکھنے کی وجہ بھی یہی مقصود ہے کہ اس سے برکت کی امید ہوتی ہے اور یہ تزکیۂ نفس کا ذریعہ ٹھہرتا ہے یعنی خیرات و صدقات کے ذریعہ مال بڑھتا ہے گویا زکوٰۃ "اس مال کو کہتے ہیں جو انسان فقراء و مساکین کے لئے خرچ کرتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔ اس کے اپنے نفس کے لئے باعث تزکیہ ہو اور پھر اس کے انفاق سے خدائی برکات کے نزول کی وجہ سے اس میں "نمو" ہو یعنی وہ بڑھتا چلا جائے۔

حضرت ابن عربی رح زکوٰۃ کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"اعطاء جزء من النصاب
الحول الی الفقیر"
(بحوالہ فتح الباری جز ثالث)

کہ ایک سال گزرنے پر مال کے ایک حصہ کو مساکین میں تقسیم کرنا۔

زکوٰۃ کی اہمیت:

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے تیسرا رکن ہے قرآن کریم میں جگہ جگہ مسلمانوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور اس طرف توجہ دلائی گئی ہے جیسا کہ فرمایا:۔

"وَفِیْٓ اَمْوَالِہِمْ حَقٌّ
لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ"
(معارج)

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا
الزَّکٰوۃَ"
(البقرہ: ۱۰)

الغرض قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر اقامت صلوٰۃ کے حکم کے ساتھ ادائیگی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ مزید برآں یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلامی احکام دریافت فرمائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی ذکر فرمایا۔

چنانچہ زکوٰۃ کی اہمیت کا اس سے بھی علم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والوں کے خلاف تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ میں ایسے افراد کے خلاف اس وقت تک جہاد کروں گا۔ جب تک وہ زکوٰۃ کی وہ رقم ادا نہ کریں جو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ روایت اس طور پر ہے:۔

"حدثنا ابو الیمان
الحکم بن نافع قال
اخبرنا شعیب بن
ابی حمزۃ عن الزہری
قال حدثنا عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عتبۃ
بن مسعود ان ابا ہریرۃ
رضی اللہ عنہ قال
لما توفی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
وکان ابوبکر رضی اللہ
عنہ وکفر من کفر
من العرب فقال
عمر رضی اللہ عنہ
کیف تقاتل الناس
وقد قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
امرت ان اقاتل
الناس حتی یقولوا
لا الہ الا اللہ فمن
قالہا فقد عصم منی
مالہ ونفسہ الا
بحقہ وحسابہ علی
اللہ فقال واللہ
لاقاتلن من فرق
بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ
فان الزکوٰۃ حق المال
واللہ لو منعونی عناقا
کانوا یؤدونہا الی
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لقاتلتہم
علی منعہا قال
عمر رضی اللہ عنہ
فواللہ ما ہو الا ان
شرح اللہ صدر ابی
بکر رضی اللہ عنہ
فعرفت انہ الحق"
(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو عربوں میں سے بیشتر افراد نے اسلام سے انکار کر دیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ایسے افراد سے کس طرح لڑائی کر سکیں گے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم ہے جب تک کہ وہ توحید کا اقرار نہ کر لیں اور جو اس کا اقرار کر لے تو اس کا مال اور جان مجھ سے محفوظ ہو جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کا حق ادا کرنا ہو اور حساب خدا تعالیٰ پر ہوگا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان افراد سے لڑائی کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ یقیناً مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے بھیڑ کا ایک بچہ دینے سے بھی انکار کیا جس کو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے والے کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کے لئے شرح صدر عطا فرمایا ہے اور یہ کہ وہ واقعی برحق (خلیفہ) ہیں۔

اس روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال اور فعل سے زکوٰۃ کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ ویسے بھی یہ بات ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی تنظیمی زندگی کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:۔

اوّل: نماز
دوم: زکوٰۃ

روحانی نظام کے ساتھ نماز کا تعلق ہے اور مادی نظام میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اور وصولی کے بغیر نظام خلافت کا قیام ممکن نہیں۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے معاملہ میں جہاد کا ارادہ کیا اور جہاد کیا۔

زکوٰۃ کی اہمیت اس طور پر بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت بذات خود غرباء و مساکین کی کلی طور پر امداد نہیں کر سکتی۔ اس لئے غرباء و مساکین کی امداد۔ اور بیمار لوگوں کے گزارے کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے گویا اسلام نے نچلے طبقہ کو اوپر لانے اور اونچے طبقہ کو اس کے صحیح مقام پر لانے کے لئے نظام زکوٰۃ رائج کیا ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی سے ایک تو خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے اور رضائے باری شامل حال ہو جاتی ہے نیز یہ کہ تزکیۂ نفس کا ذریعہ بھی ٹھہرتی ہے ان تمام برکات کے علاوہ یہ کہ جب انسان زکوٰۃ کی رقم محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے غریبوں پر خرچ کرتا ہے تو ایک تو اس کے اپنے دل میں غریبوں کی ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی محبت سرد پڑتی ہے تو دوسری طرف غریبوں کے دلوں میں تشکر اور احسان کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے باہمی مفاہمت اور ہمدردی کا جذبہ بڑھتا ہے جبکہ اس کا سب سے اہم فائدہ نظام جماعت کے قیام کے لئے مالی سرمایہ بہم پہنچانا ہے مزید برآں کہ اس سے مال میں برکت پیدا ہوتی اور ترقی ہوتی ہے۔ بخل کی عادت جاتی رہتی ہے اور غرباء کے لئے خرچ کرنے کی عادت پڑتی ہے۔

الغرض زکوٰۃ برکات الٰہیہ کو کھینچنے کا ذریعہ۔ دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام ہمدردی و مفاہمت کا علمبردار اور تمام مساوات محمدیؐ کا واحد وسیلہ ہے۔

نظام زکوٰۃ کی غرض و غایت:

اسلام کے تنظیمی نظام کی بنیاد دو چیزوں پر ہے اور ان بنیادوں کے قیام کیلئے بھی دو اشیاء کی ضرورت ہے اور وہ دو بنیادیں یا دو صورتیں یہ ہیں:۔

اوّل: روحانی تنظیم
دوم: مالی تنظیم

روحانی نظام کے قیام کے لئے نماز کو رکھا اور مالی نظام کے قیام کے لئے زکوٰۃ کو رکھا۔ اس لئے جب بھی ذکر کیا تو ان کو لازم و ملزوم رکھا۔ جہاں بھی اقامت الصلوٰۃ کا ذکر کیا ساتھ ہی ایتاء الزکوٰۃ کا بھی حکم دیا۔

گویا اس نظام کی غرض اسلامی حکومت کے قیام کو برقرار رکھنا اور اس کے باحسن انتظام کے لئے نظام زکوٰۃ کو رکھا کہ نظام زکوٰۃ کے ذریعہ ہی اسلامی حکومت اپنی ضروریات کو پورا کر سکتی ہے اور انتظام چلا سکتی ہے۔

(باقی آئندہ)

درخواستِ دعا

خاکسار عرصہ تین سال سے بائیں ٹانگ میں درد کی وجہ سے بیمار ہے۔ ہر ممکن علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہو رہا۔ قارئین الفضل کی خدمت میں عاجزانہ درخواستِ دعا ہے

(چوہدری منظور احمد۔ چک نمبر ۲۳ DNB
ڈاکخانہ چک ۲۲ DNB تحصیل وضلع بہاولپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۷۸ء کی مختصر روداد

(قسط نمبر ۸)

تیسرے دن کی بقیہ کارروائی

تقسیم انعامات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ساڑھے گیارہ بجے بعد دوپہر انصار اللہ سے خطاب کرنے کیلئے مقام اجتماع میں تشریف لائے۔ جملہ حاضرین نے کھڑے ہو کر نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا۔ کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم ثاقب صاحب زیروی نے اپنی ایک نظم کے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے اس کے بعد حضور نے اپنے دستِ مبارک سے ناظمین اعلیٰ علاقائی اور ناظمینِ اضلاع انصار اللہ کو حسنِ کارکردگی کی بناء پر سنداتِ خوشنودی عطا فرمائیں نیز تعلیمی امتحانات میں اوّل و دوم آنے والے انصار اور اجتماع کے موقع پر تقریری اور ورزشی مقابلوں میں امتیاز حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ جن دوستوں کو حضور ایدہ اللہ کے دستِ مبارک سے سنداتِ خوشنودی اور انعامات حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا اُن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

سنداتِ خوشنودی

۱۔ مکرم قریشی عبدالرحمان صاحب ناظمِ اعلیٰ انصار اللہ صوبہ سندھ۔
۲۔ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب ناظمِ انصار اللہ ضلع فیصل آباد۔
۳۔ مکرم نعیم احمد صاحب ناظم انصار اللہ کراچی۔
۴۔ مکرم سیّد رفیق احمد شاہ صاحب ناظم انصار اللہ ضلع گجرات۔

تعلیمی امتحانات

۱۔ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب فیصل آباد
۲۔ " عطاء الرحمان صاحب چغتائی ماڈل ٹاؤن لاہور۔
۳۔ " محمد سلیم صاحب پنشنر دارالعلوم ربوہ
۴۔ " شیخ منصور احمد صاحب لکھنوی لیاقت آباد کراچی۔
۵۔ " ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ گجرات۔
۶۔ " شیخ محمود الحسن صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور۔

تقریری مقابلے

مکرم مرید احمد صاحب شاہدرہ لاہور — اوّل
" ملک محمد شریف صاحب راولپنڈی — دوم
" ملک محمد دین صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ — سوم

ورزشی مقابلے

والی بال — مکرم چوہدری محمد شریف صاحب نگران ٹیم انصار اللہ ربوہ
— مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب نگران ٹیم صوبہ پنجاب۔
رسہ کشی — مکرم قریشی عبدالرحمان صاحب نگران ٹیم صوبہ سندھ۔
— مکرم چوہدری احمد دین صاحب نگران ٹیم صوبہ پنجاب
کلائی پکڑنا — مکرم ملک محمد شریف صاحب یکا نسوآنہ — اوّل
— چوہدری عطاء اللہ صاحب چھور چک ۱۱۷ — دوم
گولہ پھینکنا — مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب چونڈہ — اوّل
— مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جڑانوالہ — دوم
۱۱۰ گز کی دوڑ — مکرم جمیل احمد صاحب طاہر احمد نگر — اوّل
— مکرم رفیق احمد صاحب بھٹی۔ نوشہرہ — دوم

امتحان و وظائف برائے اطفال

انعام اوّل (-/۱۲۰ روپے)
غلام سرور صاحب فیکٹری ایریا ربوہ
انعام دوم (-/۶۰ روپے)
محمد عثمان صاحب بشیر آباد اسٹیٹ سندھ

گیارہ بجکر چھپن منٹ پر حضور ایدہ اللہ نے اپنا ایمان افروز اختتامی خطاب شروع فرمایا جو کم و بیش سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ (اس خطاب کا خلاصہ الفضل ۲۰؍اکتوبر میں شائع ہو چکا ہے)

خطاب ختم ہونے پر جملہ انصار نے کھڑے ہو کر حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں اپنا عہد دہرایا جس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے لمبی پُرسوز دعا کرائی اور انصار کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس طرح انصار اللہ کا یہ مرکزی سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ۔ پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی انصار اللہ مرکزیہ کا یہ تربیتی سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا انصار اللہ کے علاوہ خدام الاحمدیہ بھی بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ فیصل آباد سے دس خدام پیدل چل کر انصار اللہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے آئے۔

دفتری ریکارڈ کے مطابق تیسرے دن ساڑھے نو بجے صبح پاکستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ۶۳۸ مجالس کے ۵۶۶۳ نمائندگان اراکین اور زائرین نے شرکت کی جبکہ گزشتہ سال سالانہ اجتماع میں تیسرے دن دوسرے اجلاس میں ۵۸۴ مجالس کے ۴۶۶۰ نمائندگان اراکین اور زائرین نے شرکت کی تھی۔

منتظم اشاعت و ریکارڈ
سالانہ اجتماع انصار اللہ

دعائے مغفرت

مکرم بشیر احمد صاحب آف کرونڈی کے والد مکرم مولوی محمد شریف صاحب وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

(عبدالشکور باجوہ مربی سلسلہ احمدیہ کرونڈی ضلع خیرپور سندھ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب ننگلی سب انجینئر تربیلا ڈیم پھیپھڑوں میں زخم ہونے کی وجہ سے عرصہ سے علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب جماعت ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔
(فیروز الدین امرتسری انسپکٹر تحریک جدید۔ ربوہ)

۲۔ ہماری مجلس انصار اللہ کے ایک بزرگ رکن مکرم ایم غلام محمد صاحب کے بائیں پاؤں پر ایک بھاری لکڑی گر جانے کی وجہ سے چوٹ آ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ دو ہفتے کے قریب صاحبِ فراش رہے ہیں۔ اب گو افاقہ ہے لیکن تکلیف پوری طرح دور نہیں ہوئی۔ احبابِ کرام سے ان کی کامل و عاجل صحت کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (سلطان احمد پیر کوٹی زعیم مجلس انصار اللہ دارالرحمت غربی ربوہ)

۳۔ عزیزہ رابعہ بنت مکرم میر نور الدین صاحب دارالنصر ربوہ بعارضہ قلب بیمار ہے اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (نور احمد عابد ربوہ)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا کیا ہے۔ مومن مایوس نہیں ہوتا۔
اپنی بیماری کے علاج کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اُٹھائیں
نوٹ:۔ جواب کے لئے ۲۰ پیسے کے ٹکٹ ارسال کریں۔ فہرست ادویات مفت طلب کریں!
فاضل الطب والجراحت حکیم حسن احمد فاروقی دواخانہ دارالامان ربوہ

مکتبۂ عرفان سے شائع ہونے والی پانچ کتب کی
پیشگی بکنگ کرا کے
حوصلہ افزائی اور تعاون فرمائیے
علی الحساب پینتیس روپے فی سیٹ کے حساب سے چار سیٹ کی بکنگ پر دس فیصد اور اس سے زائد پر بیس فیصد رعایت دی جائیگی اور ان کے اسمائے گرامی اسی سیٹ میں بغرض دُعا شائع کیے جائیں گے۔
۳۰؍دسمبر سے پہلے پہلے آرڈر بھجوا کر رعایت سے فائدہ اُٹھائیے!
المشتہر مینجر مکتبۂ عرفان۔ گولبازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ جدید کے مالی سال کے اختتام میں صرف ڈیڑھ ماہ باقی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقفِ جدید کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"ممکن ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو میرا اس تحریک کا چندہ چوبیس پچیس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہو جائے اور ساری جماعت کا مل کر چھ سات لاکھ ہو جائے"

(حضور کا پیغام احباب جماعت کے نام مطبوعہ الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۵۸ء)

وقفِ جدید کا مالی سال اختتام پذیر ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ کا نہایت قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے اور منظور شدہ بجٹ کا کثیر حصہ ابھی تک احباب اور جماعتوں کے ذمہ واجب الادا ہے تاہم دیرینہ روایات کی بناء پر جماعتوں سے امید ہے کہ وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیک توقعات کے احترام میں مسلسل کوشش کر کے اپنا اپنا وقف جدید کا بجٹ مقررہ ٹارگٹ کے مطابق جمع کر کے جلسہ سالانہ تک سو فیصدی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر دیں گی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقفِ جدید ربوہ)

دعائے مغفرت

۱۔ خاکسار کے نسبتی بھائی شیخ بشارت احمد صاحب ضیاء ۳۱ اکتوبر کو بقضائے الٰہی بعمر تقریباً پچاس سال کرزی میں وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم شیخ غلام حسین صاحبؓ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) آف لدھیانہ جو گورنمنٹ آف انڈیا کی ملازمت کے دوران ایک لمبا عرصہ بطور سیکرٹری مال جماعتِ احمدیہ نئی دہلی خدمتِ سلسلہ بجالاتے رہے کے فرزند تھے۔ جنازہ ۲۰ نومبر کو کرزی سے ربوہ پہنچا جہاں محترم حافظ عبدالسلام صاحب سابق وکیل المال نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم کو عام قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں تدفین مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے دعا کرائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے فضل سے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ پسماندگان کا خود کفیل ہو اور انہیں صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار نورالدین منیر نائب وکیل التبشیر تحریکِ جدید ربوہ)

۲۔ میرے والد محترم مرزا احمد حیات صاحب آف شفاخانہ رفیقِ حیات سیالکوٹ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۷۸ء بوقت ۲½ بجے بعد دوپہر میو ہسپتال لاہور میں تقریباً ڈیڑھ ماہ بیمار رہنے کے بعد بعمر ۷۰ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ اُسی دن ربوہ لایا گیا۔ نماز جنازہ بعد نماز فجر ۱۳ نومبر کو محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے پر محترم شاہ صاحب نے ہی دعا کرائی۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(حکیم مرزا محمد اصغر شفاخانہ رفیقِ حیات رجسٹرڈ گولبازار ربوہ)

۳۔ محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک منیر احمد خاں صاحب ناظم آباد کراچی ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے ان کا تابوت ربوہ لایا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر التعداد احباب شامل ہوئے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ بہت نیک، پرہیزگار اور دیندار خاتون تھیں۔ اپنے پیچھے دو لڑکے اور ایک لڑکی یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑا لڑکا امریکہ میں شادی شدہ ہے۔

احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(خاکسار ملک یوسف سلیم شاہد ایم۔ اے انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ)

سُرمہ میرا خاص
قیمت خورد شیشی ایک روپیہ۔ درمیانی دو روپے
منیجر دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ

اخبارِ احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

دعا کو بھی انتہا تک پہنچا دیا جائے۔

حضور نے فرمایا ایک احمدی کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دنیا خدا کی طرف رجوع کرے اور وہ اس کے حسن و احسان کے جلوے دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ پر حقیقی معنوں میں توکل کر کے اپنی تدابیر کو اور اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچا دیں۔ حقیقی توکل کئے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ حقیقی تعلق قائم نہیں کر سکتے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک توکل کے مقام پر قائم ہو جائے اور ہمارا اپنے ربّ کریم سے زندہ اور ذاتی تعلق قائم ہو جائے تاکہ ہم اپنے مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین۔

تقریبِ رخصتانہ

۸ نومبر ۱۹۷۸ء کو خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ الحی کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں کثرت سے احباب نے شرکت فرمائی۔ دعائے رخصتانہ محترم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ نے کرائی۔ عزیزہ کا نکاح ہمراہ عزیزم عبدالقادر خان صاحب ابن مکرم عبدالحمید خان صاحب مرحوم چار ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری نے پڑھا تھا۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار قاضی محمد یوسف واقفِ زندگی۔ دفتر وکالتِ تبشیر ربوہ)

اعلانِ نکاح

میرے بیٹے عزیزم محی الدین مبشر (جو ماسٹر قطب الدین صاحب ریٹائرڈ ٹیچر کا پوتا اور ماسٹر غلام محمد صاحب شہید اوکاڑہ کا نواسہ ہے) کا نکاح عزیزہ سیّدہ عابدہ نگہت بنت سیّد ظہور علی شاہ صاحب سے (جو سیّد منظور علی شاہ صاحب رئیس قادیان کی پوتی اور سیّد محمد حسین صاحب مرحوم امیر جماعت ہائے احمدیہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کی نواسی ہیں) کاشانۂ ظہور بمقام سمندری مکرم خالد احمد صاحب شمس مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بعوض مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پڑھا۔ احبابِ جماعت سے اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کیلئے باعثِ برکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد ظہیر الدین احمد۔ جی ٹی ایس بک سٹال نزد ریلوے سٹیشن لاہور)

الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۶۲۵۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

درخواستِ دعا

میرے بھتیجے عزیز ڈاکٹر رشید الدین احمد صاحب ایران میں مقیم ہیں۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

(ضیاء الدین فضلِ عمر ہسپتال۔ ربوہ)

(۲) میری خوشدامن صاحبہ اہلیہ مکرم میاں غلام محمد صاحب تاحال معدہ کی امراض میں مبتلا ہیں۔ احبابِ جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(سعید احمد کارکن دار الضیافت ربوہ)

ضرورت ہے
دواخانہ میں دوائیں سوختہ کرنے اور بنانے کے لئے ایک محنتی، مستعد اور دیانتدار کارکن کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ اپنے امیر یا صدر صاحب کی سفارش سے خود ملیں۔
فضلِ عمرؓ دواخانہ
قریشی مارکیٹ گولبازار ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴